عصر حاضر کے تعلیمی نظام میں خواتین کی تعلیم وتربیت اور سیرت النبی ﷺ سے راہنمائی: ایک تجزیاتی مطالعہ

Education and Training of Women in the Contemporary Education System and Guidance from the Prophet's Seerah: An Analytical Study

Dr. Navid Iqbal
Assistant Professor, Department of Hadith & Hadith Sciences
Allama Iqbal Open University, Islamabad
Email: navid.iqbal@aiou.edu.pk

Abstract
Education is such a wealth that not only enriches the person with knowledge, but because of his knowledge, a society and every individual of the nation also becomes blessed. People equipped with education and training can lead a society and the culture and conditions of a society on the path of peace and prosperity in a very short time. Because of education, a person takes care of other people's dignity, wealth, comfort, and comfort and treats others with love and respect. They were given the right to acquire knowledge, but it was made obligatory for them to acquire the necessary knowledge like men. The records of history bear witness to the fact that the Messenger of Allah not only allowed women to be educated, but also demonstrated it in practice. The Prophet (PBUH) also appointed female teachers like male teachers to educate women. Therefore, there is a dire need for women's education and training even today. In this era of technology, education of women along with training is essential because if there is no training then education alone does not provide the expected comfort in life. Therefore, it is necessary to take guidance from the life of the Prophet in the education and training of women. By keeping the biography of the Prophet ﷺ in front of us, we can adorn women with both modern and religious sciences.
In this article, an attempt has been made to take guidance from the seerah of the Prophet (PBUH) regarding the education and training of women in the contemporary education system.

Keywords: Education and Training, Women, Contemporary, Education System, Prophet's Seerah

تمہید

انسان چاہے مرد ہو یا عورت جب تعلیم کے زیور سے آراستہ ہوتا ہے تو وہ حقیقت میں انسان ہوتا ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں اور ہر معاشرے میں تعلیم یافتہ افراد کی قدر و قیمت اور احترام کیا گیا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تعلیم کے بغیر ترقی و عروج کی خواہش، بے بنیاد خواہش ہے، انسان کی نافعیت کے لیے، دینی اور دنیاوی تعلیم، اسلامی تربیت، ایمانی شائستگی اور انسانی عادات وآداب نہایت ضروری ہیں۔ اللہ تعالی نے مرد و عورت دونوں کو عقائد،

عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاقیات ان سب کا مکلف بنایا ہے۔ لیکن مکلف ہونے کے ساتھ علم کے جو ذرائع ہیں جیسا کہ انسان کی ظاہری حواس، عقل و فہم اور دوسرے انسانوں سے استفادہ کی صلاحیت، مردوں میں ودیعت رکھنے کی طرح عورتوں کو بھی عطا کی ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض اوقات عورتوں کا دینی تعلیم وتربیت سے آراستہ ہونا مرد کے مقابلے میں زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے مثلاماں کا گود اولاد کی پہلی درسگاہ ہوتی ہے اس لئے جب ماں تربیت یافتہ ہوگی تو وہ اولاد کی صحیح معنوں میں تربیت کر سکے گی۔ خواتین کا دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ ہونا، آئندہ کی دائمی حیات کے لیے ناگزیر ہے، اور اسی دینی تعلیم وتربیت کو روبہ عمل لاکر کے ایک عام قومی بیداری اور اجتماعی شعور کو ترقی دینے کا خواب شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ اولاد کی پہلی درسگاہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ اس لئے خواتین کی تعلیم وتربیت مردوں سے زیادہ ضروری اور اہم ہے۔ اس لئے اگر ہمیں ترقی اور فلاح و بہبود والے معاشرے کے لئے خواتین کو بنیادی تعلیم وتربیت دینی ہوگی ورنہ خواتین اپنی سماجی فرائض کی تکمیل میں کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ دین اسلام نے معاشرے کی فلاح و بہبود کی خاطر خواتین کو بھی نہ صرف علم حاصل کرنے کا حق دیا بلکہ مردوں کی طرح ان کے لئے بھی ضروری علوم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا۔ لیکن دوسری طرف ایک مسلمان ہونے کی حیثیت ایک اسلامی ریاست میں خواتین کی تعلیم کے بارے میں مختلف نقطہ نظر رکھنے والے افراد ملیں گے۔

تعلیم نسواں اور سیرت النبی ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے علم کے حصول کو مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں قرار دیا ہے۔[1] اس لئے علم کی تلاش اور حاصل کرنا ہر مسلمان کے لئے فرض ہے۔ آپ نے خواتین کی تعلیم وتربیت کے حوالے سے کافی تاکید فرمائی ہے۔

ایک روایت میں بیٹیوں کی تعلیم وتربیت کو جنت میں داخلے کا سبب قرار دیا ہے۔ روایت کے مفہوم ہے: جس نے تین بچیوں کی تعلیم وتربیت کے ساتھ پرورش کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا تو اس کے لئے جنت ہے"۔[2]

ایک اور روایت میں فرمایا: "جس کی کوئی بیٹی ہو اور ان کو زندہ درگور نہ کرے اور نہ ہی تحقیر و تذلیل کرے اور نہ ہی اپنے بیٹے کو بیٹی پر ترجیح دے تو اللہ اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے"۔[3] رسول اللہ ﷺ صرف بیٹیوں کی تعلیم وتربیت پر زور نہیں دیا بلکہ باندیوں اور کام کرنے ولی خواتین کی تعلیم وتربیت پر توجہ دینے والوں کے دوگنا اجر وثواب ہونے کو بیان کیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے:

"جس شخص کے پاس باندی ہو اور ان کی اچھی تعلیم و تربیت کے ساتھ ان کو بہترین تہذیب سکھائے اس کے بعد آزاد کر کے نکاح کر لے تو ایسے شخص کے لئے دوگنا اجر ہے"۔[4]

آپ ﷺ نے تعلیم کے میدان میں کتابت وغیرہ جیسے امور کے بارے میں بھی ارشادات فرمائیں ہیں چنانچہ شفاء بنت عبد اللہ کی روایت ہے۔ کہ جب وہ امہات المؤمنین میں سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ان کو مخاطب کر کے کہا: کیا آپ حفصہ کو پھنسیوں کا دم نہیں سکھاتی جس طرح آپ نے لکھنا سکھایا ہے"۔[5]

الف: عہد نبوی میں معلمین کی طرح معلمات کی تقرری

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات اور دیگر صحابیات کی تعلیم کی طرف کافی توجہ فرمائی۔ آپ نے ازواج مطہرات کو اس قابل بنایا کہ وہ مسلمان خواتین کو قرآن و سنت کی تعلیم دیں۔ عہد نبوی میں معلمات کی تقرری کے حوالے سے ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم لکھتے ہیں: "آپ ﷺ کی تعلیمی سرگرمیوں میں مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اہمیت دی گئی ہے۔ تاریخ سے ثابت ہوتا کہ آپ کے مبارک عہد میں معلمین کی طرح معلمات کا بھی تقرر ہوتا تھا۔ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا، شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا شمار عہد نبوی ﷺ کی معلمات میں بجا طور پر کیا جا سکتا ہے۔6

ایک مرتبہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کر کے سورہ نور کے متعلق فرمایا: ''تم خود بھی انھیں سیکھو اور اپنی خواتین کو بھی سکھاؤ۔[7] رسول اللہ ﷺ کے پاس نوجوانوں کا یک وفد آیا آپ نے باہر سے آئے ہوئے ان نوجوانوں کو علم سکھانے کے بعد فرمایا: ''تم لوگ اب اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ، اپنے اہل خانہ کے ساتھ رہو، انہیں علم سکھاؤ اور ان سے احکام پر عمل کراؤ۔''[8] صحابہ کرامؓ خواتین کی تعلیم کا خاص خیال رکھتے تھے کبھی ان کی تعلیم کے لئے کسی صحابی کا بھی انتظام کرتے تھے۔ چنانچہ مشہور واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت فاطمہؓ اور ان کے شوہر حضرت سعیدؓ نے اپنے گھر میں حضرت خباب بن ارتؓ سے قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کی۔ کبھی کبھی خواتین کے حصول علم کے لیے کوئی گھر مخصوص کر لیا جاتا اور سب اکٹھا ہو جاتیں۔ رسول اللہ ﷺ علم دین کی باتیں بتاتے۔ بعض اوقات رسول اللہ ﷺ اپنے کسی نمائندے کو اپنی جگہ علم سکھانے کے لیے بھیج دیتے تھے۔ ''حضرت اُم عطیہؓ کی روایت ہے: ''رسول ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو آپؐ نے انصار کی عورتوں کو ایک گھر میں جمع فرمایا اور ہماری طرف عمر بن خطابؓ کو بھیجا۔ انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر ہمیں سلام کیا۔ ہم نے جواب دیا۔ بعد ازاں انھوں نے کہا کہ میں تمہاری طرف اللہ کے رسول کا قاصد ہوں، انہوں نے ہمیں حکم دیا کہ ہم

میں نوجوان اور حیض والی عورتیں ہیں، عیدین کے لیے جائیں اور ہم پر جمعہ فرض نہیں اور آپ ﷺ نے ہمیں جنازوں کے پیچھے چلنے سے بھی منع فرمایا۔[9]

ب: عہد نبوی میں خواتین کے تعلیمی مراکز

عہد نبوی کی مدنی دور میں اسلامی ریاست اپنی ارتقائی مراحل میں سے گزر رہا تھا جس کی وجہ سے مردوں کی تعلیم کی طرح خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے الگ سے ادارے یا مراکز موجود نہیں تھے۔ لیکن تعلیم وتربیت کی ضرورت اور دینی احکام سے آگاہی کی فرضیت کو مد نظر رکھتے ہوئے مردوں کی طرح خواتین بھی مساجد اور عید گاہوں میں نماز اور خطبوں میں شریک ہوتی تھیں۔ جیسا کہ حارثہ بن نعمان کی بیٹی فرماتی ہیں کہ میں سورۃ ق رسول اللہ سے جمعہ کے خطبے کے دوران یاد کی ہے۔[10] خولیۃ بنت قیس فرماتی ہیں کہ میں جمعہ کو رسول اللہ ﷺ کا خطبہ سنتی تھی،[11] تعلیم کی وجہ سے رسول اللہ نے صحابیات کو مسجد مین آمد کو روکنے سے منع فرمایا۔[12] خواتین مساجد میں آتے وقت حجاب اور مسجد کے آداب کا خیال کرتی ہوئی آتی تھیں۔[13] اسی طرح عیدین کی نمازوں میں خواتین آکر تعلیم حاصل کرتی تھیں۔[14] خواتین کا مساجد میں آنے کا مقصد صرف نماز پڑھنا نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ دینی احکامات اور آداب کو بھی سیکھتی تھیں۔ مگر ان کی اس حاضری کو آداب کے ساتھ پابند کیا گیا تھا۔[15] اور کبھی خود سے رسول اللہ ﷺ سے سوالات بھی کرتی تھیں۔[16]

ریاست میں تعلیم نسواں کی شرح خواندگی میں کمی کے وجوہات

پاکستان بھی ان ممالک میں آتا ہے جہاں پر تعلیم نسواں کے حوالے کا شرح خواندگی کافی کم ہے اس کی بنیادی دو وجوہات ہو سکتی ہیں۔ ایک کا تعلق ریاست سے ہے اور دوسرے کا تعلق قوم اور معاشرے سے ہے۔ اگر ہم تعلیم نسواں کی شرح خواندگی کو غور سے دیکھیں تو پرائمری کے لیول تک بچوں کی بچیاں بھی برابر تعلیم میں شریک ہوتی ہیں لیکن پرائمری کے بعد مڈل لیول تک معمولی درجے کی کمی شروع ہو جاتی ہے اس کے بعد ہائی سکول اور کالجز میں لڑکیوں کی تعداد میں کافی کمی ہو جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مڈل اور ہائی سکولز کی تعداد پرائمری کے مقابلے میں 9 فیصد ہے۔ جس کی بناء ہر گاؤں و دیہات میں مڈل یا ہائی سکول نہ ہونے کی بناء پر والدین اپنی بچیوں کو دور سکولوں میں بھیجنے کی بجائے گھروں میں رہنے کو ترجیح دیتی ہیں۔ اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ریاست پاکستان میں یکساں نصاب و نظام تعلیم کا فقدان، سرکاری تعلیمی اداروں کا" ناکافی وجود "اور نجی تعلیمی اداروں کا الگ الگ نصاب، نظام اور ترجیحات، طلبہ وطالبات کا غیر مقید اور مخلوط ماحول، اداروں کے ذمہ داران کی اخلاقی تعلیم کی طرف

عدم توجہ اور تجارتی بنیادوں پر تعلیمی اداروں کا قیام" ہمارے تعلیمی نظام کے بنیادی" سقم "ہیں، جو طالبات کے حصولِ تعلیم میں بہت بڑی رکاوٹ ہیں ۔

تعلیم نسواں کے حصول میں رکاوٹ کا سماجی اور عوامی پہلو یہ ہے کہ ہماری آبادی کا تقریبا60 فیصد حصہ دیہاتوں میں آباد ہے، تعلیم کی قدر اور شعور کی کمی کی وجہ سے والدین کی اکثریت بچیوں کو سکول نہیں بھیج پاتی یاصرف پرائمری یازیادہ سے زیادہ میٹرک تک تعلیم دلواتی ہے۔ معاشرے میں بڑھتی ہوئی بے دینی اور بے راہ روی ،فحاشی اور اخلاقی گراوٹ نے بھی باصلاحیت بچیوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول سے محروم کیاہوا ہے۔

تعلیم نسواں میں شرح خواندگی کو بڑھانے کی لئے ضرورت اس امر کی ہے بچیوں کی تعلیم کی اہمیت اور ضرورت سے آگاہی اور شعور کو اجاگر کرنے کے لیے حکومت اور مقتدر طبقات اپنا کردار ادا کریں، بچیوں کو گھر سے تعلیمی ادارے تک اور تعلیمی ادارے سے گھر تک پاکیزہ اور محفوظ ماحول کی فراہمی میں حکومت اپنے فرائض پورے کرے۔

مقالہ نگار کی تعلیم نسواں کی شرح خواندگی میں کمی کی وجوہات سے متعلق نقطہ نظر

1۔ ملکی سطح پر تعلیمی اداروں کی کمی ہے جس کی وجہ تعلیمی ادارے آبادی سے دور ہونے کی بناء پر بچیاں تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس کمی کو مساجد اور مکاتب کی صورت میں پورا کیا جاسکتا ہے اگر ان مقامات پر رسمی یاغیر رسمی تعلیم کا انتظام کیاجائے۔

2۔ ملک کے بیشتر علاقوں میں بجلی کا فقدان ہے۔ جس کی وجہ گرم علاقوں میں گرمی کی شدت کی وجہ سے بہت سارے بچے اور بچیاں سکول جانے سے گریز کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ تعلیم سے محروم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اس فقدان کو موجودہ دور میں شمسی توانائی کے ذریعے سے دور کیاجاسکتا ہے جیسا کہ کافی سکولوں میں کیا گیاہے۔

3۔ سکولز اور اداروں کی مالی امداد کی کمی کی وجہ سے بھی اداروں کی بلڈنگ بردبادی کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ سکولز اور ادارے جانوروں کی آمادہ گاہ بن جاتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تمام اداروں کی سخت سے سخت نگرانی کی جائے۔

4۔ آبادی کے بڑھنے سے نئی آبادیوں میں تعلیمی اداروں کا قیام فی الفور کیاجائے، لیکن ادارے کے قیام تک تعلیمی سلسلے کو مساجد اور گھروں میں ضرورت کی حد تک شروع کیاجاسکتا ہے۔ جس سے شرح خواندگی میں اضافہ ہو سکتا ہے۔

5۔ ملکی سطح پر تعلیم کی قدر وقیمت میں نمایاں کمی دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اس لئے اگر ان کو علم کی قدر سمجھائے جائے تو بچیاں تعلیم حاصل کرنے کے لئے سکولز کا رخ کر سکتی ہیں۔

6۔ ملکی سطح پر مختلف نصاب تعلیم کا ہونا بھی بہت سارے غریب لوگوں کی اولاد کا تعلیم سے نفرت کا باعث بنتا ہے۔ کیونکہ غریب کے بچیاں احساس کمتری کا شکار ہو کر تعلیم کو بے فائدہ تصور کرنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے وہ تعلیم کی بجائے وہ گھر میں کام کاج کرنے کو ترجیح دیتی ہیں۔

7۔ سرکاری اداروں میں کلاس رومز کی قلت اور طلباء کی کلاس رومز میں کثرت بھی طالبات کی تعلیم سے نفرت کا باعث بنتی ہے۔ کیونکہ پرائیویٹ اداروں میں کلاسز میں طلباء کی تعداد کافی کم ہوتی ہے جس کی وجہ سے پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

8۔ سرکاری اداروں میں بعض معلمات کی تعلیم میں عدم دلچسپی بھی شرح خواندگی میں کمی کا باعث بنتا ہے۔ اس کی وجہ نااہل خواتین کا پیسوں اور سیاسی اثر رسوخ کی بناء پر معلمات کی لسٹ میں شامل ہونا ہوتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔

9۔ پاکستان میں اعلی تعلیم کافی مہنگا ہونے کی بناء پر بہت سارے لوگ اپنے بچیوں کو ابتداء ہی اس لئے سکول نہیں بھیجتے کہ اعلی تعلیم جب ممکن ہی نہیں تو کیوں اپنے بچیوں کو سکول بھیجا جائے۔ اس لئے مالی وسائل کی کمی تعلیم سے دوری کا باعث بن جاتی ہے۔

10۔ ملکی سطح پر اکثر افراد کی سوچ یہ ہوتی ہے کہ تعلیم حاصل کر کے پیسے کمائیں گے لیکن بے روزگاری کی کثرت کی وجہ سے اب لوگوں نے تعلیم حاصل کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اس لئے ملک میں مہنگائی اور بے روزگاری بھی تعلیم سے دوری کا سبب ہے۔

دور حاضر میں خواتین کی دینی تعلیم وتربیت اور ہماری کوتاہیاں

اسلام نے جس طرح مردوں کے لئے تعلیم کی تمام تر راہیں کھل رکھی ہیں، ان کو ہر قسم کے مفید علم کے حصول کی نہ صرف آزادی دی ہے، بلکہ اس پر ان کی حوصلہ افزائی بھی کی ہے، جس کے نتیجے میں قرنِ اول سے لے کر دور حاضر تک ایک سے بڑھ کر ایک علم و فن کے ماہر افراد پیدا ہوتے رہے اور زمانہ ان کے علومِ بے پناہ کی ضیا پاشیوں سے مستفیض ہوتا رہا۔ بالکل اسی طرح اس دین اسلام نے خواتین کو بھی تمدنی، معاشرتی اور مِلکی حقوق کے بہ تمام وکمال عطا کرنے کے ساتھ ساتھ تعلیمی حقوق بھی اس کی صنف کا لحاظ کرتے ہوئے مکمل طور پر دیئے، چنانچہ ہر دور میں مردوں کے شانہ بہ شانہ دخترانِ اسلام میں ایسی باکمال خواتین بھی جنم لیتی رہیں، جنہوں نے اطاعت گزار

بیٹی، وفاشعار بیوی اور سراپا شفقت بہن کا کردار نبھانے کے ساتھ ساتھ دنیا میں اپنے علم وفضل کا ڈنکا بجایا اور ان کے دم سے تحقیق وتدقیق کے لاتعداد خرمن آباد ہوئے۔ اگر ہم صحابیات کا دینی علوم کے ساتھ شوق اور رغبت کی طرف دیکھیں تو اندازہ ہو جاتا ہے کہ صحابیات کا کس قدر شوق تھا اور آج کے دور میں خواتین کی دینی علوم وتربیت میں رغبت اور شوق کے بارے میں واضح طور پر فرق سمجھ میں آجاتا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں حضرت اسماء بنت یزید بن السکن انصاریہؓ کا واقعہ منقول ہے کہ اُنہیں ایک دفعہ عورتوں نے اپنی طرف سے ترجمان بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا کہ آپ ﷺ سے دریافت کریں کہ: ''اللہ نے آپ ﷺ کو مرد وعورت دونوں کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے، چنانچہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ ﷺ کی اتباع کی، مگر ہم عورتیں پردہ نشیں ہیں، گھروں میں رہنا ہوتا ہے، ہم حتیٰ الوسع اپنے مردوں کی ہر خواہش پوری کرتی ہیں، ان کی اولاد کی پرورش ہمارے ذمے ہوتی ہے، ادھر مرد مسجدوں میں باجماعت نماز ادا کرتے ہیں، جہاد میں شریک ہوتے ہیں، جس کی بنا پر انہیں بہت زیادہ ثواب حاصل ہوتا ہے، لیکن ہم عورتیں ان کے زمانۂ غیبوبت میں ان کے اموال واولاد کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کے رسول! کیا ان صورتوں میں ہم بھی اجر وثواب میں مردوں کی ہمسر ہو سکتی ہیں؟'' آپ انے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بصیرت افروز تقریر سن کر صحابہؓ کی طرف رخ کیا اور ان سے پوچھا: ''اسمائؓ سے پہلے تم نے دین کے متعلق کسی عورت سے اتنا عمدہ سوال سنا ہے؟'' صحابہؓ نے نفی میں جواب دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت اسمائؓ سے فرمایا کہ: ''جاؤ اور ان عورتوں سے کہہ دو کہ: ''إن حسن تبعل إحدا کن لزوجہا ، وطلبہا مرضاتہ، واتباعہا موافقتہ ، تعدل ذلک کلہ''۔ 17

دور حاضر کی اکثر خواتین کو قرآن وحدیث کے مطالعہ کی فرصت نہیں؛ نتیجتاً وہ اپنے بچوں کے لیے بھی اس حوالے سے متفکر نہیں ہوتیں، عورتوں کا بہت بڑا طبقہ ایسا ملے گا، جسے سیرتِ رسول... کی موٹی موٹی باتیں معلوم نہیں، طہارت وعبادت بالخصوص نماز کی بجاآوری تو دور کی بات، ان کے مسائل سے تشویش ناک حد تک ناواقفیت ہے، حقوقِ والدین، حقوقِ زوج اور دیگر چھوٹے بڑے افرادِ خانہ کے حقوق سے غفلت روز افزوں ہے، نوبت بایں جا رسید کہ ٹھوس اسلامی تعلیمات سے دوری نے مسلم خواتین کو یہ منفی سبق پڑھایا کہ پردہ، آزادیِ نسواں کے لیے سدِّ راہ ہے اور نام نہاد ترقی کا دشمن ہے اور اس کا چراغِ خانہ ہونا قدامت پسندی ہے، اسے جدیدیت کا لبادہ اوڑھ کر شمعِ محفل بن جانا چاہیے، مضبوط دینی تعلیمات سے لاعلمی نے ساس بہو کے جھگڑے پیدا کر دیے، دینی تعلیمات سے اجتناب نے طلاق کی شرح میں اضافہ کر دیا، دینی تعلیمات سے بے گانگی نے بڑے بوڑھوں کی خدمت کو کارِ ثواب کے بجائے کارِ زحمت بنا دیا، بقدرِ ضرورت دینی تعلیمات سے بُعد اور مغربی تعلیمات سے قرب نے مسلمان خواتین کو

امورِ خانہ داری انجام دینے کے بجائے، آفس، ہوٹلوں اور ہسپتالوں میں (Reception) رسپشن کی زینت بنادیا، دینی تعلیمات سے صرفِ نظری نے پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کے بدلے، لڑائی جھگڑے کے طور طریقے سکھلادیے۔ الغرض اسلامی زندگی کے جس موڑ پر آپ اسلامی روح کو تڑپتے ہوئے دیکھیں گے، اس کا نتیجہ دینی تعلیمات کا زندگی میں، نہ ہونا پائیں گے، علامہ اقبال نے کہا تھا "وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ" اس سے کیسا وجود مراد ہے، کیا اسلامی اور دینی تعلیمات کی روح سے یکسر خالی مغربی وجودِ زن؟ آج ہر طرف عصری اور مغربی علوم کا غلغلہ ہے، اسلام اس کی راہ میں حائل نہیں ہوتا؛ ہاں! مگر اتنی بات ضرور ہے کہ دینی تعلیم کو فراموش کرکے، عصری تعلیم میں بالکلیہ لگ جانا، اسلام کو پسند نہیں، اسلام اسے قابل اصلاح سمجھتا ہے۔[18]

ریاست میں تعلیم نسواں کے حوالے سے مقالہ نگار کی تجاویز

دین اسلام میں تعلیم وتربیت مرد وعورت دونوں کے لئے ضروری ہے۔ لیکن حالات کے بدلنے سے اور دنیا کا گلوبل ویلج کی شکل اختیار کرنے سے اب مسلمان خواتین کے لئے حصول تعلیم میں بعض رکاوٹیں اور مسائل بھی سامنے آئیں ہیں اس حوالے سے مقالہ نگار کا نقطہ نظر یہ ہے:

1- خواتین کی تعلیم کے ساتھ تربیت کا ہونا بھی لازمی ہے اگر تربیت نہ ہو تو ایسی تعلیم خوشحالی اور راحت کی بجائے بربادی اور فتنوں کا باعث بنتی ہے۔

2- خواتین کی تعلیم وتربیت کا بنیادی مقصد اعلی اخلاق واقدار کی تحصیل ہونی چاہئے۔

3- خواتین کی تعلیم وتربیت سے مقصود خواتین میں اپنے گھریلو اور سماجی امور کا شعور واحساس ہونا چاہئے۔

4- خواتین کو تعلیم کے حصول میں اپنی نجی اور گھریوں زندگی کے فرائض وواجبات سے غفلت اور لاپرواہی نہیں برتنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ تعلیم کے حصول میں ان کی گھریلو اور نجی زندگی میں بگاڑ پیدا ہو جائے۔

5- خواتین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے حقوق وفرائض سے باخبر رہیں تاکہ ان کو اپنی ذمہ داریوں کا علم اور احساس ہو۔

6- خواتین کی تعلیم وتربیت کے معاملے میں ریاست اور خود خواتین کو بھی اپنی عزت وآبرو کی طرف خصوصی توجہ دینا چاہئے۔ اور حیا کے لباس کو پامال نہیں کرنا چاہئے۔

7- تعلیم وتربیت کے میدان میں خواتین کو حتی الامکان آزادانہ مرد وزن کے اختلاط سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

8- خواتین کے لئے ضروری ہے کہ تعلیم کے حصول کے ساتھ اپنے شوہروں کے حقوق کا بہت خیال رکھیں تا کہ طلاق جیسی صورحال کی نوبت نہ آئے۔ جیسا کہ موجود دور میں طلاق کی کثرت کی ایک وجہ تعلیمی اداروں میں آزادانہ مردوزن کا اختلاط ہونا ہے۔

9- ریاست کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ خواتین کی تعلیم وتربیت کے لئے ایسے اداروں کی بنیاد رکھیں جہاں پر وہ اپنی عزت و آبرو کو محفوظ رکھتے ہوئے تعلیم وتربیت حاصل کر کے ملک وملت کی خدمت کر سکیں۔

خلاصۃ البحث

خواتین کے لئے عصری تعلیم کے ساتھ دینی تعلیم وتربیت سے مزین ہونا بھی لازمی امر ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ عصری تعلیم خواہ کتنی بھی حاصل کر لی جائے، دینی تعلیم نہیں ہے تو زندگی میں سکون وعافیت نہیں۔ دونوں سے واقفیت اور توازن بہت ضروری ہے۔ تعلیم وتربیت انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں سے ضروری ہے۔ اگر ایک شخص یا فرد خود سے تعلیم وتربیت کی زیور سے آراستہ ہے تو وہ معاشرے میں سکون وراحت کی زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ اس لئے تعلیم کا معاملہ انفرادی نوعیت کا ہو یا پھر اجتماعی اور قومی سطح پر ہو اس کی اہمیت اور افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا ہے۔ کیونکہ تعلیم یافتہ معاشرے قومی اور اجتماعی قربانی کی بدولت اقوام عالم میں اپنی معاشی، اخلاقی اور سماجی ترقی کا لوہا منوا دیتی ہے بلکہ دوسرے اقوام اور معاشروں کے لئے مثالی نمونہ بن جاتی ہیں۔ تعلیم ہی بدولت ایک انسان دوسرے انسان کی عزت وآبرو، مال ودولت اور سکون وراحت کا خیال رکھتا ہے۔ حصولِ علم کے دوران عورت خود اپنی تربیت کرتی ہے۔ وہیں بچوں کی تعلیم وتربیت بھی کرتی ہے۔ وہ اپنے بچوں کی معلمہ بھی ہوتی ہے۔ بعض اہم مقاصد کی تکمیل کے تحت عورت کی تعلیم مردوں کی تعلیم سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ نسلوں اور قوموں کی تعلیم وترقی کی تمام تر ذمہ داری خواتین کی تعلیم وتربیت پر منحصر ہے۔ کیوں کہ انہیں امت کے قائدین کی پرورش کرنی ہے۔ عہد نبیؐ میں خواتین کو اسی مقصد کے تحت تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا گیا تا کہ وہ دوسری خواتین کے درمیان اسے فروغ دیں۔ ان کی تربیت کریں۔ ان کے اندر دین اسلام کا صحیح فہم پیدا کریں۔ تعلیم نسواں کے بارے میں ریاست کو اپنی ذمہ داریاں پوری طرح سے نبھانا چاہئے لہذا خواتین کے لئے مستقل ادارے یا پھر ایسا ماحول قائم کرنا ضروری ہے جہاں پر خواتین اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرتے ہوئے تعلیم حاصل کر سکیں۔

مصادر ومراجع

[1] ابن ماجہ، سنن، رقم الحدیث،224۔

[2] ابوداؤد، سنن، رقم الحدیث،5147۔

[3] ابوداؤد، سنن، رقم الحدیث،5146۔

[4] امام بخاری، الجامع الصحیح، کتاب العتق، رقم الحدیث،2547۔

[5] امام ابوداؤد، ابوداؤد، سنن، رقم الحدیث،3887۔

[6] ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی کا نظام حکمرانی، اردو اکیڈمی، کراچی،1987۔ صفحہ،206۔

[7] البیہقی، شعب الایمان، حدیث رقم،2205۔

[8] امام بخاری، صحیح بخاری، حدیث رقم،7246۔

[9] امام ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث رقم،1139۔

[10] امام مسلم، صحیح مسلم، حدیث رقم،873۔

[11] ابن سعد، الطبقات الکبری، بیروت، دارالکتب العلمیۃ،8/230۔

[12] امام مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث،442۔

[13] امام بخاری، الجامع الصحیح، باب خروج النساء، حدیث رقم،867۔

[14] امام مسلم، صحیح مسلم، رقم الحدیث،890۔

[15] عبد العلیم، عورت عہد رسالت میں، نشریات لاہور، صفحہ،202۔

[16] البانی ناصر الدین، آداب الزفاف، دارالسلام،2002، صفحہ،143۔

[17] البیہقی، شعب الایمان،6/420۔

[18] مفتی محمد تبریز، خواتین کی تعلیم وتربیت
https://www.darululoom-deoband.com/urdu/articles